ضیاء الرحمٰن الاعظمی: قبولِ اسلام، دعوتِ اسلام اور قرآن سے متعلق تصانیف

(*Ziāur Raḥmān al-ʻAzmī*: Conversion to Islam, Preaching of Islam and Works related to Quran)

محمد اسلم مجاہد*
ڈاکٹر محمد خبیب**

Abstract

The present paper studies *Ziāur Rahmān al-ʻAzmī's* conversion to Islam, preaching of Islam and works related to Quran. It traces that *al-ʻAzmī* impressed by *Mawdūdī's* book "*Dīn-e-Ḥaq*" and his spirit for martyrdom in the Movement for the finality of the Prophethood of Prophet Muhammad (ﷺ). He also impressed by one of his teacher's teaching of the Quran. He later converted to Islam. After converting to Islam, he faced countless difficulties, but his stability did not falter. He studied Arabic and Islamic studies at the famous religious school, *Dār al-Salām*. Later he continued his religious education in Medina and Mecca. He received his PhD from Azhar University and became a professor in the Department of *Ḥadīth* at Medina University. He also became the head of the same department and held various administrative positions at Medina University. He also had the privilege of teaching *Saḥīḥ al-Bukhārī* and *Saḥīḥ Muslim* in the Prophet's Mosque. He wrote dozens of books in Urdu, Arabic and Hindi on various topics. He wrote two prominent books on Quran titled: "*Quran kī Shatal Chāūn*" and "Qurānī Encyclopedia" in Hindi,

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور
** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

which have been translated into Urdu and English. He preached the message of Islam to the people of different religions in various books such as *"Ganga say Zamzam tak*", "*Al-Darāsāt fī al-Yahūdiyyah wa al-Nasrāniyyah*", "*Fusūl al-Ḥind*". His *Da'wah* and scholarly writing activities had had a profound effect. Through these activities, many people entered the realm of Islam. His scholarly services continue to be used and this use will continue forever.

Key Words: *Ziāur Rehmān Al-'Azmī*, introduction, conversion to Islam, difficulties, writings, preaching

اسلام ایک عالمگیر اور جامع مذہب ہے جو بنی نوع انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک بلکہ موت کے مابعد بھی راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ تمام سماوی ادیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری دین عطا کر کے مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالی نے اِسے اپنا پسندیدہ دین قرار دیا اور اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ اِسے تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے ابتدائی دور سے لے کر آج تک پھیل رہا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر لوگ اِسے قبول کر کے کامیابی کے راستے پر گامزن ہو جاتے ہیں۔ دائرۂ اسلام میں آنے والے انھی لوگوں میں سے ایک ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی ہیں، جنھوں نے ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ آپ بہت ہی کٹھن حالات سے دو چار ہوئے، لیکن ہمت نہ ہاری، اسلامی علوم سے روشناسائی حاصل کی۔ آپ نے الجامعہ الاسلامیہ، مدینۃ المنورۃ سے گریجوایشن، جامعہ ام القریٰ، مکہ المقرمہ سے ماسٹر اور جامعہ الازہر، مصر سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں اور جامعہ اسلامیہ میں قرآن، حدیث اور ادیان عالم کی تدریس کرتے رہے۔ قرآن کریم کے وسیع سمندر میں موجزن ہو کر قیمتی موتیوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور قرآنی علوم پر مشتمل دو تصانیف، قرآن کی شیتل چھایا اور قرآن انسائیکلوپیڈیا تحریر کیں اور حامیانِ ادیانِ عالم کو دعوتِ دین پیش کرنے کے لیے کئی کتب تحریر کیں۔ یہ مقالہ آپ کے حالاتِ زندگی، قبولِ اسلام کے اسباب، اس ضمن میں پیش آمدہ مشکلات، دعوتِ دین سے متعلق کوششوں اور قرآن سے متعلق چند اہم تصانیف کا تحقیقی مطالعہ ہے۔

ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن الاعظمی: تعارف اور تعلیم و تدریس

"بانکے رام"، جو قبولِ اسلام کے بعد محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی یا محمد عبد اللہ اعظمی کہلائے، 1943ء میں بلریا گنج، ضلع اعظم گڑھ، یوپی، ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ اعظم گڑھ کی نسبت سے اعظمی کہے جاتے ہیں۔[1] ابتدائی تعلیم مڈل سکول، بلریا گنج اور شبلی کالج، اعظم گڑھ سے حاصل کی، 1959ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1960ء میں ہندو مذہب چھوڑ کر دائرۂ

[1] ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن الاعظمی، اقضیۃ الرسول (لاہور: معارف اسلامی، 2002ء)، 11۔

اسلام میں داخل ہو گئے۔ 1966ء میں جامعہ دار السلام عمر آباد، مدراس سے عالم فاضل کا امتحان پاس کیا۔ 70-1966ء میں الجامعۃ الاسلامیۃ، المدینۃ المنورۃ سے گریجوایشن کیا۔ 1973ء کلیۃ الشریعۃ، جامعۃ الملک عبد العزیز، مکہ المکرمہ، جامعۃ اُمّ القریٰ سے میں ایم اے کیا۔ ایم اے میں "ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فی ضوء مرویاتہ" کے زیرِ عنوان ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی کی زیرِ نگرانی تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔[2] جامعۃ الازھر مصر سے ڈاکٹر محمد بن ابوشہبہ کی زیرِ نگرانی پی ایچ ڈی ڈگری حاصل کی۔ علامہ شیخ عبد اللہ بن حمید رحمہ اللہ (چیف جسٹس سعودی عرب) اور علامہ شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ، وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور مفتیٔ اعظم سعودی عرب کے دروس سے علمی استفادہ کیا۔[3] 1973ء میں رابطہ عالمِ اسلامی، مکہ مکرمہ سے منسلک ہو گئے، اس دوران مختلف مناصب پر فائز رہے۔ آخر میں انچارج ہیڈ آفس جنرل سکریٹری (مدیر مکتب الامین العام لرابطۃ العالم الاسلامی) کے عہدے پر فائز ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ 1399ہجری بمطابق 1979ء کلیّۃ الحدیث، جامعہ اسلامیہ مدینہ منوّرہ میں بطور پروفیسر تعینات ہوئے۔ آپ وہاں ادیان العالم کی تدریس کی ذمہ داری بھی نبھاتے رہے۔ ادیان العالم پر آپ کے مضامین "مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ" مدینہ منورہ میں شائع ہوتے رہے۔ تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹریٹ کے مقالہ جات کی نگرانی اور اُن کے مناقشے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ آپ جامعہ اسلامیہ میں مکتب الجالیات (دعوتی سنٹر جو کہ جامعہ اسلامیہ کے زیرِ نگرانی تھا) کے مدیر اور عمید کلیۃ الحدیث رہے۔ مجلس مجلّۃ الجامعۃ الاسلامیۃ، مجلس الجامعۃ، مدیر البحث العلمی اور مجلسِ علمی کے رکن کے طور پر بھی کام کیا۔[4] آپ نے ہندوستان، پاکستان، مصر، اردن، آسٹریلیا، انڈونیشیا، ملائیشیا، نیپال، برطانیہ اور الامارات العربیۃ المتحدۃ وغیرہ کے دعوتی اور تعلیمی سفر کیے۔ آپ کو مسجد نبوی میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درس دینے کی سعادت بھی حاصل رہی۔

قبولِ اسلام اور اس کے اسباب

کتاب دین حق از سید مودودیؒ کا مطالعہ

ڈاکٹر صاحب 1959ء میں میٹرک کا امتحان دینے کے بعد گھر واپس آئے تو ایک آدمی نے سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی کتاب "دین حق" کا ہندی ترجمہ پڑھنے کے لیے دیا۔ کتابوں کے مطالعہ سے انھیں فطری رغبت تھی، چنانچہ بڑے شوق سے یہ کتاب پڑھی اور اس کے مطالعے نے دل کی دنیا بدل دی۔ فرماتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں اب تک مہیب تاریکیوں میں کھویا ہوا تھا، اب تہہ در تہہ وہ تاریکیاں چھٹ رہی ہیں اور پہلی بار روشنی کی کرنیں دکھائی دے رہی ہیں۔ اس احساس نے میرے دل میں روشنی سے ہمکنار ہونے کی تڑپ پیدا کر دی۔ میں نے اس کتاب کو کئی بار پڑھا اور ہر بار گرمیٔ شوق

[2] ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن الاعظمی، قرآن انسائیکلوپیڈیا، ترجمہ۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن الفریوائی (نئی دہلی: فریوائی اکادمی، 2018ء)، 772۔

[3] الاعظمی، قرآن انسائیکلوپیڈیا، 772۔

[4] ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن الاعظمی، اتباع سنت عقائد اور احکام میں، ترجمہ۔ قاضی کامران عبد العزیز (اڈبی: مرکز دار الہدیٰ، 2019ء)، 8۔

دو آتشہ ہوتی گئی۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اس مصنف کی ہندی میں ترجمہ شدہ تمام کتابیں حاصل کر کے پڑھوں گا۔[5] ہندو تعلیمات پر عدم اطمینان اور سید مودودی کی کتاب دینِ حق پڑھنے کے بعد ان میں اسلامی کتابوں کے مطالعے کا شوق بڑھ چکا تھا۔ سید مودودیؒ کی ہندی میں ترجمہ شدہ کتابیں انھیں با آسانی مل جاتی تھیں، ان کے مطالعے کے دوران انھیں معلوم ہوا کہ سید مودودیؒ نے 1953ء میں صرف اسلامی نظام کے قیام کے لیے سزائے موت کو خندہ پیشانی سے لبیک کہا تھا اور رحم کی اپیل یہ کہہ کر مسترد کر دی تھی کہ میرے لیے اللہ کی راہ میں شہید ہونا ظالموں سے رحم کی اپیل کرنے مقابلے میں بدرجا بہتر ہے۔ اس واقعے نے انھیں بے حد متاثر کیا، کیونکہ اس سے پہلے ان کا خیال تھا کہ محض رضائے الٰہی کے حصول کے لیے موت کو خندہ پیشانی سے قبول کرنے والے صرف تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ اسلام میں آج بھی ایسے عظیم لوگ موجود ہیں، جو راہِ حق میں ہنسی خوشی جان دے دینے کو اپنی زندگی کی بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔ اس انکشاف نے انھیں اسلام کے اور زیادہ قریب کر دیا۔[6]

ہندو مذہب کی تعلیمات سے عدمِ اطمینان

آپ کا خاندان اور آس پاس کے ہندو باسی شدید متعصب تھے اور ہندو مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کو حق نہیں سمجھتے تھے۔ اسلام کا مطالعہ اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے کی نیت سے شروع کیا تھا، اس دوران آیتِ قرآنی "إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ"[7] کے مطالعے کے بعد ایک مرتبہ پھر ہندو مذہب کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لیے اپنے کالج کے گیتا اور ویدوں کے عالِم، سنسکرت کے پروفیسر سے بات کی، لیکن وہ مطمئن نہ کر سکے۔ اس حوالے سے خود لکھا ہے:

> " امر واقعہ تو یہ ہے کہ کہ ہندو مذہب کے دیومالائی نظام، عقائد اور ناقابلِ فہم رسوم میں اطمینانِ قلب کے لیے سرے سے کوئی سامان ہی موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو نوجوان طبقے میں اپنے مذہب کے دیومالائی تصوارت اور عجیب و غریب رسوم کے متعلق سخت بے اطمینانی پائی جاتی ہے۔ اگر ان کی ذہنی سطح اور مخصوص پس منظر کو پیشِ نظر رکھتے لٹریچر تیار کر کے ان میں پھیلایا جائے تو ان میں دعوتِ اسلامی کے پھیلنے کے بڑے مواقع ہیں۔"[8]

مطالعۂ قرآن اور حلقۂ درسِ قرآن میں شمولیت

ڈاکٹر صاحب کو اسلام کے لیے سب سے زیادہ جس چیز نے متاثر کیا وہ اللہ تعالی کا کلام قرآن مجید ہے۔ دیگر اسلامی کتب کے مطالعے کے ساتھ ساتھ انھیں قرآن مجید کا ہندی ترجمہ پڑھنے کا موقع ملا۔ مزید بر آں شبلی کالج اعظم گڑھ کے ایک استاذ

---

[5] ڈاکٹر عبد الغنی فاروق، ہم کیوں مسلمان ہوئے؟ (لاہور: کتاب سرائے، 2010ء)، 393۔

[6] فاروق، ہم کیوں مسلمان ہوئے؟، 395۔

[7] آل عمران 4: 19۔

[8] پروفیسر الیف الدین ترابی (لاہور: اردو ڈائجسٹ، جنوری 1978ء)، 30۔

جو کہ سید مودودیؒ کی فکر سے بہت متأثر تھے، انھوں نے ہفتہ وار حلقۂ درسِ قرآن قائم کر رکھا تھا، اسلام کے لیے ڈاکٹر صاحب کے شوق و ذوق کو دیکھتے ہوئے اپنے حلقہ درس میں شامل ہونے کی خصوصی اجازت دے دی۔ سید مودودی کی کتابوں کے مسلسل مطالعے اور حلقۂ درس قرآن میں با قاعدگی سے شمولیت نے ان کے جذبہ قبول اسلام کو مزید بڑھا دیا۔ مگر بعض خدشات ان کے اس روحانی سفر کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے اور وہ اسلام قبول کرنے سے رک جاتے۔ سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ متعصب ہندو خاندان کے ساتھ کس طرح گزارہ ہو گا؟ خصوصاً وہ چھوٹی بہنوں کے مستقبل کے بارے میں بہت پریشان تھے۔ اسی کشمکش میں ایک دن ایسا واقعہ پیش آیا کہ انھوں نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ہوا یوں کہ ایک دن انہی استاد صاحب نے، جن کے حلقۂ درس قرآن میں وہ بلاناغہ شامل ہوتے تھے، سورۃ عنکبوت کا درس دیا اور درس میں یہ آیت تلاوت کی: "مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ"[9] "جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جو گھر بناتی ہے اور بے شک سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے۔" پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالی کے علاوہ دوسرے تمام سہارے مکڑی کے جالے کی طرح کمزور اور بے بنیاد ہیں۔ ان کی اس تشریح اور دل میں پیوست ہو جانے والے اندازِ بیان نے انھیں جنجھوڑ کر رکھ دیا اور انھوں نے بغیر کسی تاخیر کے اسلام قبول کرنے اور اور تمام سہاروں کو چھوڑ کر اللہ تعالی کا سہارا پکڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسی مجلس میں انھوں نے اپنے استاد سے کہا میں فوری طور پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، مجھے کوئی نماز سے متعلق مناسب کتاب دے دیں۔ استاذ نے ادارہ الحسنات رام پور کی شائع کردہ کتاب "نماز کیسے پڑھیں؟" دی جس میں آسان ہندی زبان میں نماز کے مسائل بھی لکھے ہوئے تھے، چند گھنٹوں میں نماز سیکھنے کے بعد مغرب کے قریب دوبارہ استاد کے پاس پہنچے۔ اُن کے ہاتھ پر باقاعدہ اسلام قبول کر لیا اور انھی کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی۔ اس نماز سے متعلق انھوں نے لکھا ہے کہ یہ میری زندگی کی پہلی نماز تھی اور اس کی کیفیت میں کبھی بھول نہ سکوں گا۔[10]

قبول اسلام کے بعد کی مشکلات

قبول اسلام، انکشاف اور اعلان کے درمیان کئی ماہ کا وقفہ رہا، انھیں زبردست ذہنی کشمکش کا سامنا تھا، یہ کشمکش ان کی عملی زندگی سے قبول اسلام کے انکشاف اور اعلان کا نقطۂ آغاز تھی، اسی وجہ سے ان کا سلسلۂ تعلیم منقطع ہو کر رہ گیا۔ ان کا سارا وقت سید مودودی کی کتابیں پڑھنے اور پڑھنے کے بعد ان کے منتخب حصے ساتھی طلبہ کو سنانے میں گذرتا۔ نماز کے لیے چپ چاپ گھر سے نکل جاتے اور کسی الگ تھلگ جگہ جا کر نماز ادا کرتے اور یہ سلسلہ تین چار ماہ تک جاری رہا۔ لیکن یہ سرگرمیاں زیادہ عرصہ تک پوشیدہ نہ رہ سکیں، کیوں کہ وہ اعظم گڑھ میں اپنے ایک عزیز کے ہاں رہتے تھے اور اس کا لڑکا ان کا دوست

---

[9] العنکبوت 41:29۔

[10] فاروق، ہم کیوں مسلمان ہوئے؟، 396۔

اور ہم راز تھا۔ اس نے ان میں یہ تبدیلیاں محسوس کیں تو پہلے خود سمجھانے کی کوشش کی اور کہا کہ اس طرح اسلام قبول کرنے سے آپ اپنے والدین اور عزیز واقارب سے کٹ جائیں گے، لیکن جب اس نے دیکھا کہ ضیاء الرحمٰن اسلام وایمان پر قائم ہیں تو اس نے ان کے والد صاحب کو کلکتہ میں خط لکھ دیا کہ فوراً اعظم گڑھ پہنچیں ورنہ لڑکا ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ان کے والد خط ملتے ہی پہنچ گئے اور پھر انھیں بتدریج ان حالات سے دوچار ہونا پڑا جن کی توقع تھی اور جن کے لئے ذہنی طور پر وہ اپنے آپ کو تیار کر چکے تھے۔[11]

ذہنی مریض قرار دے کر پنڈتوں اور پروہتوں سے علاج

ڈاکٹر صاحب کے والد کلکتہ سے اعظم گڑھ پہنچے تو انھوں نے ابتدا میں براہ راست ان سے بات کرنے کی بجائے حالات کا جائزہ لیا۔ پھر یہ سمجھتے ہوئے کہ شاید ان پر کسی جن یا بھوت کا اثر ہو گیا ہے، مختلف پنڈتوں اور پروہتوں سے علاج کرانے لگے، لیکن کوئی جن یا بھوت ہوتا تو جھاڑ پھونک سے چلا جاتا۔ یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور تھا۔ چنانچہ جو چیز بھی پنڈتوں پروہتوں سے ان کے والد لا کر دیتے یہ بسم اللہ پڑھ کر کھالیتے۔ جب والد نے دیکھا کہ یہاں یہ ٹھیک نہیں ہو رہے، تو اپنے ساتھ کلکتہ لے گئے، تاکہ تحریکِ اسلامی کے افراد سے (جو ان کے نزدیک بیماری کی جڑ تھے) رابطہ نہ ہو سکے۔ لیکن جب ایمان کی کِرن دل میں روشن ہو گئی تو اہل ایمان سے رابطہ کیسے ٹوٹ سکتا تھا؟ چنانچہ کلکتہ پہنچتے ہی وہاں کے تحریکی رفقا سے رابطہ قائم ہو گیا اوران کا سب سے بڑا مسئلہ یعنی نماز پڑھنے کا مسئلہ بھی حل ہو گیا، ان کے والد کو علم ہوا تو وہ ششدر رہ گئے، انھوں نے فوراً انہیں آلہ آباد میں مقیم اپنے ایک عزیز کے ہاں بھیج دیا۔ یہاں اب جھاڑ پھونک کے ساتھ ساتھ مختلف پنڈتوں اور پروہتوں نے بھی سمجھانا شروع کر دیا۔ کہنے لگے "ہندو مذہب اسلام کے مقابلے میں زیادہ مکمل مذہب ہے۔" لیکن ان سے ہندو مذہب کے بارے میں کچھ سوالات کیے تو وہ جواب نہ دے سکے، زچ ہو کر بولے: "اچھا اگر ہندو مذہب چھوڑنا ہی ہے تو پھر مسلمان بننے کی بجائے عیسائی بن جاؤ کیوں کہ مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کے مقابلے میں عیسائیوں کی فارغ البالی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیت اسلام کے مقابلے میں کہیں زیادہ بہتر مذہب ہے۔" ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا: "میں مسلمانوں سے نہیں بلکہ اسلام سے متأثر ہو کر مسلمان ہو رہا ہوں۔"[12]

والدین اور اہلِ خانہ کی بھوک ہڑتال

کچھ عرصہ کی جھاڑ پھونک اور بحث مباحثے کے بعد انھیں لاعلاج قرار دے دیا گیا اور ان کے والد انھیں واپس گھر لے آئے، گھر والوں کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا۔ انھیں مکان کے ایک کمرے میں رکھا گیا اور تحریکی رفقا سے رابطہ ممنوع قرار دے دیا گیا، ساتھ ہی والدہ صاحبہ، بہنوں اور دوسری رشتہ دار خواتین نے انھیں اسلام سے باز رکھنے کے لیے اپنے طور پر رونے دھونے اور منت سماجت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جاڑ پھونک بھی جاری رہی۔ لیکن ہر چیز بے اثر ثابت ہو رہی تھی۔

---

[11] محمد اسحاق بھٹی، چمنستانِ حدیث (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2015ء)، 585۔

[12] فاروق، ہم کیوں مسلمان ہوئے؟، 397۔398۔

تنگ آکر گھر والوں نے سخت قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ ان پر دباؤ ڈالنے کے لیے سب نے بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ ان کے لیے یہ مرحلہ بڑا ہی سخت اور صبر آزما تھا۔ والدین اور بہن بھائی کھانے کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاتے۔ وہ ان کی نظروں کے سامنے بھوک سے نڈھال پڑے سسکتے رہتے، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے انھیں استقامت بخشی اور اسلام سے باز رکھنے کا یہ حربہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔

قبول اسلام کا باقاعدہ اعلان اور ہندو تشدد پسند تنظیم کا رویہ

ان حالات کے بعد انھوں نے اپنے معمولات کو مکمل اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کا فیصلہ کر لیا اور باقاعدگی سے پانچ وقت کی نماز پڑھنے لگے۔ ساتھ ہی کھلے عام ہندو مذہب سے اظہارِ برأت شروع کر دیا۔ چند دن ہی گذرے تھے کہ ہندوؤں کے ایک گروہ نے مسجد میں گھس کر نمازیوں پر حملہ کر دیا۔ انھوں نے یہ صورت حال دیکھی تو فیصلہ کر لیا کہ اب قبولِ اسلام کے باقاعدہ اعلان کا وقت آچکا ہے۔ چنانچہ انھوں نے مسجد میں سرعام قبولِ اسلام کا اعلان کر دیا اور واضح کیا کہ اب میرا ہندو مت یا ہندوؤں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہ متعصب ہندوؤں کے لئے کھلا چیلنج تھا۔ گھر پہنچے تو گھر والوں کا رنگ بدلا ہوا تھا، اور سب کے چہرے غم سے نڈھال ہو چکے تھے۔ لیکن بحمد اللہ ایسی کسی بھی صورت حال سے ان کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ آئی۔ مقامی ہندوؤں نے جب دیکھا کہ انھیں اسلام سے باز رکھنا ان کے بس میں نہیں تو ان کا معاملہ ایک نہایت متعصب ہندو تنظیم آر ایس ایس (راشٹریہ سیوک سنگھ) کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا۔[13] یہ تنظیم اپنی انتہا پسندی اور اسلام دشمنی کے لیے بری طرح بدنام ہے، اس بارے میں ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں:

> "اب ابتلاء اور مصائب کا ایک نیا اور نہ ختم ہونے والا بہت سخت اور صبر آزما سلسلہ شروع ہو گیا، اگر اللہ مجھے استقامت نہ دیتا تو میں ان حالات کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ مجھے ہندوؤں کی جس تنظیم کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا وہ مذہب کے معاملے میں انتہا پسند ہی نہیں تشدد پسند بھی ہے۔ اس تنظیم کے مقاصد میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی شامل ہے کہ اُن مسلمانوں اور عیسائیوں کو ہر ممکن طریقے سے دوبارہ ہندو بننے پر مجبور کیا جائے، جن کے آباء واجداد ہندو تھے۔ ظاہر ہے جن لوگوں کی انتہا پسندی کا یہ عالم ہو، وہ ایک ہندو نوجوان کے قبولِ اسلام کو کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔ ان کے ہتھے چڑھنے کے بعد کسی شخص کے سامنے صرف دو ہی راستے کھلے رہ جاتے ہیں، ارتداد یا موت۔ تیسرے کسی راستے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم اللہ تعالی مجھے بالکل ہی معجزانہ طور پر اس آزمایش سے بچا لیا، لیکن جن دوسری آزمائشوں سے گذرنا پڑا وہ بھی کچھ کم صبر آزمانہ تھیں۔"[14]

---

[13] الاعظمی، اقضیۃ الرسول، 12۔

[14] فاروق، ڈاکٹر، ہم کیوں مسلمان ہوئے؟، 399-400۔

بعض مخلص دوستوں کے پر زور اصرار پر (جو ڈاکٹر صاحب کو ہندو شدت پسند تنظیم کے حوالے کر دینے کے منصوبے سے آگاہ تھے) انھیں شہر سے باہر ایک دوست کے گھر ایک ایسے کمرے میں پناہ گزین ہونا پڑا جہاں مویشی باندھے جاتے تھے۔ مذکورہ انتہا پسند تنظیم کو ڈاکٹر صاحب کی یوں اچانک گمشدگی کی اطلاع ملی تو اس کے کارندے انھیں تلاش کرنے کے لیے پورے شہر میں پھیل گئے۔ شہر کی کوئی مسجد، کسی معروف مسلمان کا مکان، کوئی راستہ اور کوئی اڈہ ایسا نہ تھا جہاں پر پہرے دار نہ بٹھادیے ہوں۔ انھیں اس ناکہ بندی کی مسلسل اطلاع ملتی رہی۔ یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہا۔ یہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا۔ سحری وافطاری اور نماز کی ادائیگی کا اہتمام اسی مویشی خانے میں ہوتا۔ تقریباً ایک ہفتہ اسی پناہ گاہ میں اسی حال میں گذرا۔ پھر اس تنظیم کے کارکنوں نے مایوس ہو کر تلاش کا رخ دوسرے شہروں کی طرف پھیر دیا۔

اردو، عربی اور اسلامی علوم کی تحصیل

ایک روز رات کے پچھلے پہر بھیس بدل کر ایک ساتھی کے ہمراہ ریلوے اسٹیشن پہنچے اور ایک بڑے شہر چلے گئے۔ وہاں کے تحریکی رفقا کو ان کے قبولِ اسلام کا پہلے سے علم تھا، انھوں نے خوب استقبال کیا اور ان کی خواہش پر ایک دینی درسگاہ میں داخل کرا دیا لیکن وہاں ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اس ہندو تنظیم کے لوگ آوارد ہوئے اور وہاں رہنا ممکن نہ رہا۔ چنانچہ دوستوں نے انھیں بدایون کے ایک دور افتادہ قصبے کی ایک درس گاہ بھیج دیا، بدایون کی اس درس گاہ کا انتخاب اس اعتبار سے مناسب تھا کہ یہ علاقہ ہندو تنظیم کی رسائی سے باہر معلوم ہوتا تھا۔ وہاں انھوں نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو زبان بھی سیکھنا شروع کر دی، کیوں کہ اس کے بغیر محض ہندی زبان کے بل بوتے پر اردو زبان میں موجود وسیع لٹریچر کو پڑھنا اور اس میں مہارت حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ ابھی مدرسے میں بمشکل ڈیڑھ سال کا عرصہ گذرا تھا کہ اس تنظیم کے کارکن ان کی تلاش میں وہاں بھی پہنچ گئے۔ یہ محض ایک معجزہ تھا کہ ان کے آنے کی اطلاع انھیں جلد مل گئی اور وہاں سے نکل جانے میں آسانی رہی۔ اب ان کی منزل جنوبی بھارت کا صوبہ مدراس تھا۔ وہاں کی مشہور دینی درس گاہ "دارالاسلام" کے اربابِ علم و دانش ان کے بارے میں پہلے سے جانتے تھے، انھوں نے ان کا بہت خیال رکھا، یہاں داخلہ لینے کے بعد تقریباً چھ سال یکسوئی اور دلجمعی سے دینی تعلیم حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔[15]

تحصیل علم کے بعد وطن واپسی اور لوگوں کے رویوں میں تبدیلی

دارالاسلام میں پانچ چھ سال گذارنے کے بعد کچھ عرصے کے لیے انھوں اپنے آبائی گاؤں واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ وہاں جا کر انھوں نے اسی محسن کے ہاں قیام کیا جنھوں نے سب سے پہلے انھیں سید مودودی رحمہ اللہ کی چھوٹی سی کتاب "دین حق" کے ذریعے اسلام سے روشناش کرایا تھا۔ لوگوں کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو لوگ جوق در جوق انھیں ملنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ حیران کن بات یہ بھی تھی کہ ان میں ہندو بھی تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب انھوں نے دیکھ لیا کہ اس قدر مصائب اور مشکلات کے باوجود ڈاکٹر صاحب نے استقامت دکھائی ہے اور کوئی لالچ اور خوف انھیں راہِ حق سے منحرف

---

[15] فاروق، ہم کیوں مسلمان ہوئے؟، 397-398۔

نہیں کر سکا تو ان کی نفرت عقیدت میں بدل گئی۔ اس دوران عید الفطر آ گئی۔ مسلمانوں نے اعلان کر دیا کہ عید کی نماز وہ پڑھائیں گے اور خطبہ بھی دیں گے۔ اس اعلان کے نتیجے میں نہ یہ کہ قرب وجوار کے ہزاروں مسلمان بڑے بڑے جلوسوں کی شکل میں عید گاہ جمع ہونے لگے بلکہ عید گاہ کے چاروں طرف ہزاروں ہندو بھی ان کی تقریر سننے کے لئے پہنچ گئے۔ وہ سب اس بات پر بے حد حیران تھے کہ مسلمانوں نے ایک ایسے شخص کو جو ابھی چند سال پہلے ہندو تھا، اپنی پیشوائی اور امامت کے منصب پر کس طرح فائز کر لیا! وہ اسلام کے اس پہلو اور ان کی تقریر سے بہت متأثر ہوئے۔ ان کے والدین کے رویے میں بھی خاصی تبدیلی آچکی تھی۔

سفرِ حجاز اور اعلیٰ تعلیم و تعلّم

سر زمین حجاز کے ذکر سے ہر مسلمان کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں ایسی ہی کچھ حالت ڈاکٹر صاحب کی ہوتی تھی، جب ان کے سامنے ارض مقدس کا ذکر آتا تو ان کی آنکھیں پر نم ہو جاتی تھیں، جیسے دل میں امڈتی ہوئی ساری عقیدت و محبت ان میں سمٹ آئی ہو۔ "دارالاسلام مدراس" سے فارغ التحصیل ہونے کے انھوں نے مزید تعلیم (گریجویشن) کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ لینے کا فیصلہ کیا جو با آسانی مل گیا۔ چار سال بعد وہاں سے فارغ ہوئے تو جامعہ الملک عبد العزیز میں ایم اے علوم الحدیث میں داخلہ لے لیا۔ یہ امتحان بھی امتیاز کے ساتھ پاس کیا اور رابطہ عالم اسلامی سے منسلک ہو گئے۔ رابطہ میں رہتے ہوئے جامعہ ازھر مصر سے پی ایچ ڈی مکمل کی۔

غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام پر مبنی قرآنی تصنیفی خدمات

اللہ تعالیٰ نے جہاں اُن کو درس و تدریس اور تقریر وخطابت کی صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہاں تحریر و نگارش کی طاقت بھی فراوانی سے عطا فرمائی تھی۔ وہ بلند پایہ مصنف اور نامور اہلِ قلم تھے۔ انھوں نے عربی، اردو اور ہندی تینوں زبانوں میں لکھا۔ اپنے قبولِ اسلام اور بعد کی مشکلات اور دیگر شخصیات اور تحریکوں کا تذکرہ غیر مسلموں کو دعوتی انداز سے کیا اور ہندوستان کے مذاہب کو مقالات اور کتب تحریر کرے دعوت اسلام پیش کی۔ انھوں نے روایتی انداز میں قرآن کریم کی تفسیر یا ترجمہ نہیں لکھا بلکہ قرآن کریم کی روشنی میں دو کتابیں قرآن کی شیتل چھایا اور قرآن کا انسائیکلوپیڈیا تحریر کیں۔ یہ دونوں ہندی زبان میں تھیں۔ ان کے اردو اور انگریزی تراجم ہو چکے ہیں۔ اِن دونوں کا مقصد بھی غیر مسلموں خصوصاً ہندومت کے پیروکاروں کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنا تھا۔ ذیل میں ان کتابوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

قرآن انسائیکلوپیڈیا (القاموس الموضوعی للقرآن الکریم)

بر صغیر پاک وہند میں مسلمانوں نے آٹھ صدیوں تک حکومت کی، لیکن انھوں نے اپنے ہم وطن غیر مسلموں کے لیے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے وہ قرآن مجید (جو کہ ساری دنیا کے لیے رشد وہدایت ہے) کی طرف راغب ہوتے۔ اسی غرض سے ڈاکٹر اعظمی نے یہ "انسائیکلوپیڈیا" تصنیف فرمایا، جو قرآن کے تقریباً چھ سو موضوعات پر مشتمل ہے۔ یہ تاریخِ ہند میں اپنی نوعیت کی سب سے پہلی کتاب ہے، جو اس موضوع پر لکھی گئی اور لوگوں میں کافی مقبول ہوئی اور نہایت ہی قلیل مدت

میں اس کے سات ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ہندی زبان میں قرآن مجید کے تقریباً دس ترجمے شائع ہو چکے ہیں، لیکن ایک غیر مسلم کے لیے صرف ترجمے کے ذریعے قرآن کی تعلیمات کو سمجھنا مشکل ہے، مگر اس انسائیکلوپیڈیا سے قرآن کے ہر موضوع کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ قرآنی موضوعات کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کتاب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ضروری تھا، کیوں کہ اکثر مسلمان بھی اِن موضوعات سے ناواقف ہیں۔ الحمدللہ اس کتاب کا اردو ترجمہ مارچ 2018ء میں فریوائی اکادمی، نئی دہلی سے ڈاکٹر عبد الرحمٰن الفریوائی کی زیر نگرانی شائع ہو چکا ہے۔ اس عظیم انسائیکلوپیڈیا کا انگریزی ترجمہ بھی مکمل ہو گیا ہے، جسے ڈاکٹر صہیب حسن کی زیر نگرانی لندن اور امریکہ سے شائع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر صہیب حسن کے خیال میں یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد کتاب ہے۔ علاوہ ازیں یورپ اور امریکہ میں "قرآن انسائیکلوپیڈیا" کے موضوع پر جو کتابیں شائع ہوئی ہیں اُن میں جان بوجھ کر اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کیوں کہ ان کے لکھنے والے زیادہ تر یہودی، عیسائی اور قادیانی وغیرہ ہیں۔

قرآن انسائیکلوپیڈیا کی تالیف کے مقاصد

غیر مسلموں کو قرآنی تعلیمات سے متعارف کرانا

اس کتاب کی تالیف کا مقصد غیر مسلموں کے درمیان قرآن کا صحیح تعارف پیش کرنا ہے۔ اس لیے قرآن کریم اللہ رب العالمین کی نازل کردہ کتاب ہے، جسے اس نے ساری انسانیت کی ہدایت و راہ نمائی کے لیے نازل فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی کتاب میں ہدایت و راہ نمائی اور فلاح و کامرانی کی دعوت دیتے وقت ساری انسانیت کو خطاب فرمایا ہے۔ جس نبی و رسول پر اس نے اپنی یہ کتاب نازل فرمائی، اسے قیامت تک کے لیے ساری انسانیت کا نبی و رسول، رحمۃ للعالمین اور ساری دنیا والوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا، اس نے اپنی کتاب میں یہ پیغام دیا کہ "قُلۡ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيۡكُمۡ جَمِيعًا "[16] اور "وَمَآ أَرۡسَلۡنَاكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِينَ"[17]

اسلام سے متعلق غیر مسلموں کے اشکالات علمی انداز میں ازالہ

آج کے اس پُر فتن دور میں اسلام کو بدنام کرنے، قرآن کریم کی صحیح تعلیمات پر قدغن لگانے اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر کیچڑ اچھالنے کی ناروا کوششیں ہو رہی ہیں۔ مختلف ذرائع ابلاغ انٹرنیٹ، ٹیلی ویژن، سوشل میڈیا، ریڈیو اور اخبارات و جرائد وغیرہ کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف نفرت کا ماحول بنایا جا رہا ہے۔ قرآن کریم کی موضوعاتی ڈکشنریوں کے نام پر غلط اور من مانی تفسیر کر کے اس چشمۂ صافی کو گدلا کرنے کی کوشش جاری ہے۔ ایسی پُر آشوب اور تاریکیوں میں وقت کی ضرورت اور پُکار پر لبیک کہتے ہوئے قرآنی علم کی شمع روشن کرنا ضروری تھا۔ یہ سعادت ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن الاعظمی کے حصے میں آئی۔ انھوں نے قرآن کریم کے چھ سو موضوعات پر مشتمل یہ انسائیکلوپیڈیا تیار کیا۔ اس کے

---

[16] الاعراف7: 158۔

[17] الانبیاء21: 107۔

ذریعے سے علمی انداز میں غیر مسلموں کے ذہنوں میں اسلام کے خلاف بیٹھی ہوئی غلط تصویر کو درست کرنے، اسلام کی صحیح تعلیمات واضح کرنے اور قرآن مجید کی فطری اور روشن تعلیمات ہر انسان تک پہنچانے کی کوشش کی۔

قرآن انسائیکلوپیڈیا کے مرکزی موضوعات

اس کتاب میں قرآن کریم کے درج ذیل موضوعات کی توضیح و تشریح کی گئی ہے: 1۔ قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ثابت شدہ اعتقادی امور کی وضاحت و تشریح۔ جیسے اللہ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، رسولوں اور نبیوں پر ایمان، آسمانی کتابوں پر ایمان، بھلی اور بُری تقدیر پر ایمان، آخرت پر ایمان اور دیگر غیبی امور پر ایمان۔ 2۔ شرک، بدعت، برے اخلاق سے دور رہنے کی ہدایت اور اُن پر مرتب ہونے والے دنیوی و اخروی احکام کی وضاحت۔ 3۔ قرآن کریم میں بیان کردہ احکام اور فقہی مسائل کی توضیح و تشریح جیسے صلاۃ ، صوم، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، وراثت اور خرید و فروخت وغیرہ۔ 4۔ نبیوں اور رسولوں کی سیرت، ان کی دعوت اور اس دعوت کو پیش کرنے کی راہ میں درپیش مصائب وآلام کے تذکرے۔ 5۔ قرآن مجید میں مذکور شخصیات اور بادشاہوں کے تذکرے اور اُن تذکروں کے مقاصد کا بیان۔ 6۔ مختلف قوموں اور ماضی کے عبرت آموز واقعات کے تذکرے۔ 7۔ کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ کے وجود و معرفت کی نشانیاں اور اس کی قدرت وعظمت کے مظاہر کا بیان۔ 8۔ قرآن کریم میں مذکور حیوانات، نباتات، جمادات، شہروں، ملکوں کا تعارف اور قرآن میں اِن تذکروں کی عظیم ربّانی حکمتوں کی تفصیل۔ 9۔ قرآن میں اچھے اخلاق و کردار، اعلیٰ اقدار کی وضاحت اور ان تعلیمات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت کا بیان جیسے حسنِ سلوک، صلہ رحمی، راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹا دینا وغیرہ۔

قرآن انسائیکلوپیڈیا کی خصوصیات اور اسلوب

چوں کہ اس کتاب کی تالیف کا بنیادی مقصد غیر مسلموں میں قرآن مجید کا صحیح تعارف ہے، اس لیے اس میں اسلام کی اصل تعلیمات قرآنی آیات، صحیح احادیث، صحابہ و تابعین اور آئمہ و مجتھدین کے اقوال کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حتی الامکان اختلافی مسائل پر بحث سے گریز، اور مناظراتی انداز کی بجائے خالص علمی انداز اپنایا گیا ہے۔ یہ کتاب عوام وخواص کی ذہنی سطح کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تحریر کی گئی ہے، اس لئے جو لوگ اسلامی تعلیمات سے واقف نہیں ہیں، اُنہیں مدِّ نظر رکھتے ہوئے بعض ایسی چیزوں کی بھی وضاحت کی گئی ہے جن کی ضرورت بالعموم علمائے دین کو نہیں ہوتی جیسے رکوع، سجود اور تکبیرات وغیرہ۔ اکثر مقامات پر قرآنی الفاظ کے لغوی و اصطلاحی دونوں معنوں کی وضاحت کی گئی ہے اور بعض مقامات پر صرف اصطلاحی معنی پر اکتفا کیا ہے، لغوی مفہوم ذکر نہیں کیا، اگر ایک لفظ قرآن میں مختلف مفاہیم میں استعمال ہوا تو اس کتاب میں ان مختلف مفاہیم کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اُن سے متعلقہ احکام و مسائل کو ذکر کیا گیا ہے جیسے لفظِ شہید، صلاۃ وغیرہم۔ کسی بھی عنوان کے ضمن میں بحث کو اتنا طویل نہیں کیا کہ پڑھنے والا اکتا جائے، کسی بھی موضوع کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری کی دل چسپی برقرار رہتی ہے، قرآن کے کسی مرکزی عنوان کے ذیل میں اس کی

مختلف قسموں پر بحث ہو سکتی تھی، لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق ضمنی عنوانات کو اپنے مقام پر تفصیل سے بیان کیا ہے جیسے اخلاق کا عنوان قائم کیا، اس ضمن میں اخلاق کی مختلف قسموں کی وضاحت ہو سکتی تھی لیکن فاضل مصنّف نے اس عنوان کے ضمن میں کوئی بحث نہیں کی۔[18] انبیا علیہم السلام کے حالات، تاریخی واقعات، سابقہ اقوام کی تاریخ، مقامات اور شہروں کا ذکر کرتے ہوئے سابقہ کتب کے حوالے دیے ہیں،[19] جدید دور کے منکرینِ خدا کا ردّ اور سود کی حرمت ثابت کرنے لیے بائبل کے حوالے دیے ہیں اور کہا ہے کہ انکارِ خدا کی رِیت بہت پُرانی ہے کہ فرعون نے ہامان سے کہا تھا: کہ میرے لئے محل بناؤ جس پر میں چڑھ کر موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو دیکھ سکوں۔ اس واقعے کا تذکرہ قرآن کے علاوہ بائبل کی سترہویں کتاب آستر میں بھی ہے۔ اسی طرح سود کے بارے میں بائبل کے حوالے سے لکھا ہے کہ قدیم زمانے میں بعض قومیں اپنے دشمنوں کو کمزور کرنے لئے سود کا حربہ استعمال کرتی تھیں جب کہ خود اپنے اوپر حرام کیے ہوئے تھیں۔[20] اس سے متعلق ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ساری پچھلی کتابوں پر حکم بنا کر اتارا ہے جو اُن کی تائید بھی کرتا ہے اور جو کچھ اُن میں رہ گیا تھا ان کو پورا بھی کرتا ہے۔ اور جہاں کہیں لوگوں نے اپنی طرف سے کچھ کم و بیش کر دیا ہے ان کی اصلاح بھی کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ"[21]

"ہم نے یہ کتاب سچائی کے ساتھ اتاری ہے جو پچھلی تمام آسمانی کتابوں کی تائید کرتی ہے اور ان کے لئے کسوٹی بھی ہے۔"

پہلی کتابوں میں جو تحریف و تغیر ہو گیا تھا یا کر دیا گیا تھا، یہ کتاب اس کی اصلاح کرتی ہے۔ اس لیے اب پچھلی کتابوں کی بنیادی تعلیمات کو جاننے کا ایک بنیادی ذریعہ صرف قرآن ہے۔ اور یہی معنیٰ ہے لفظ "مہیمن" کا جس کا استعمال قرآن کے لئے کیا گیا ہے۔ **اس** آیتِ کریمہ میں قرآن مجید کی دو خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔ جو کچھ اپنی اصلی اور صحیح صورت میں ہے قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے۔ دوسری یہ کہ ساری کتبِ سابقہ کا محافظ ہے۔ ان کی اصلی تعلیم کی حفاظت کرتا ہے، جو ان میں تحریف و تبدیلی واقع ہو گئی تھی، ان کی اصلاح و تصحیح بھی کرتا ہے۔ قرآن مجید کے اس دعوے کے ثبوت میں، میں نے بعض جگہوں پر تورات و انجیل کے حوالے دیے ہیں، جیسے تاریخی واقعات جو کبھی مختصر طور پر مذکور ہیں، لیکن تورات میں ان کی تفصیل موجود ہے۔ کبھی قرآن میں تفصیل آئی ہے اور تورات میں مختصر یا کبھی دونوں کے بیان میں اختلاف ہو گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت میں تحریف کر

[18] الاعظمی، قرآن انسائیکلوپیڈیا، 56۔

[19] الاعظمی، قرآن انسائیکلوپیڈیا، 72 ۔ 409۔

[20] الاعظمی، قرآن انسائیکلوپیڈیا، 324۔728۔

[21] المائدۃ5 : 48۔

دی گئی۔ ان واقعات کی بعض جگہوں پر میں نے وضاحت کر دی ہے۔ اس کا مقصد صرف قرآن کے اس دعوے کو ثابت کرنا ہے کہ وہ پہلی کتابوں کا مصدق بھی ہے اور ان پر مہیمن بھی۔ رہ گئیں اسرائیلی روایات جن کا قرآن کے مصدّق ہونے سے تعلق نہیں ہے، اُن سے میں نے مکمّل اجتناب کیا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ایسی بہت ساری روایات بعض کتبِ تفسیر میں داخل ہو گئی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے اِن روایات کو نقل کرنے سے گریز کیا جائے۔"[22] بہترین کتاب وہی ہوتی ہے جو مختصر ہو اور قاری کی ضرورت کو پورا کرے، اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو، نہ اتنا اختصار ہو کہ پڑھنے والے کو کوئی بات سمجھ ہی نہ آئے اور نہ اتنی طویل کہ پڑھنے والا اکتا جائے، یہ کتاب بھی انہی خصوصیات کی حامل ہے۔ مثلاً ڈاکٹر صاحب اسلام کے عنوان کے ضمن میں ارکانِ اسلام پر تفصیلی بحث سے قبل، آیاتِ قرآنی سے استشہاد کر کے، اسلام کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اسلام وہ مذہب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا کر دیا اور اس کے ذریعے سے سلسلۂ نبوت و رسالت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ اب اسلام ہی وہ دین ہے، جس کے سوا اللہ تعالیٰ کسی اور دین کو قبول نہیں کرے گا۔ اس مذہب کو اللہ تعالیٰ نے بہت آسان بنایا ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی دشواری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ماننے والوں پر کوئی ایسا بوجھ نہیں ڈالا، جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں۔ اس دین کی بنیاد توحیدِ باری تعالیٰ ہے۔ اس کی پہچان سچائی ہے۔ عدل وانصاف اس کا اہم جزو ہے۔ اس کا نچوڑ ایک دوسرے پر رحم کرنا ہے۔ یہ ایسا دین ہے، جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ایمان واخلاق کو درست کرتا ہے، اور دنیوی واخروی زندگی کو سنوارتا ہے۔ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ٹوٹے ہوئے دِلوں کو جوڑتا ہے۔ یہ ایسا مذہب ہے جس میں سارے احکام واضح ہیں۔ خواہ وہ اعتقادات سے متعلق ہوں یا اعمال واخلاق سے یا معاملات سے۔"[23]

قرآن انسائیکلوپیڈیا میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے عنوانات قائم کیے گئے ہیں، اگر ایک عنوان پر تفصیل کسی مرکزی عنوان کے ضمن میں گذر چکی ہو تو دوبارہ اس پر بحث نہیں کی جاتی، صرف اس مرکزی عنوان کی طرف اشارہ کر کے بتا دیا جاتا ہے کہ اس عنوان پر تفصیل فلاں عنوان کے ضمن میں گذر چکی ہے، جیسے صفحہ نمبر 394 پر "شکور" کا عنوان قائم کر کے بتایا گیا کہ اس پر تفصیل "اسمائے حسنیٰ" کے ضمن میں گذر چکی ہے۔

قرآن کی شیتل چھایا (قرآن کی ٹھنڈی چھاؤں)

---

[22] الاعظمی، قرآن انسائیکلوپیڈیا، 16۔

[23] الاعظمی، قرآن انسائیکلوپیڈیا، 80۔

اس کتاب میں پڑھے لکھے ہندوؤں کے لیے اُن کے مخصوص مزاج کی مناسبت سے اسلام کی دعوت پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں قرآن کی بنیادی دعوت جیسے عقیدہ، عبادات، اخلاقِ حسنہ وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں پہلی صدی سے لے کر ماضی قریب تک کے ان اصحابِ عزیمت بزرگوں کا ذکر ہے جنھوں نے اسلام کی راہ میں جانی ومالی قربانیوں کی تابناک مثالیں قائم کی ہیں۔

70-1969ء میں جب ڈاکٹر صاحب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں زیرِ تعلیم تھے، اس کتاب کو مقالات کی شکل میں تحریر فرمایا، اور "کانتی" دہلی میں یہ مقالے شائع ہوتے رہے۔ انھی مقالوں کو ایک جگہ جمع کر کے کتابی شکل میں دہلی سے 1977ء میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد سے اب تک اس کے دسیوں ایڈیشن مختلف شہروں سے شائع ہو چکے ہیں، جیسے مدھر سندیش سنگم دہلی، قرآن اکادمی ڈمریاگنج سدھارتھ نگر، مکتبہ دار السلام ریاض، جمعیۃ التوحید بمبئی وغیرہ۔ یہ کتاب غیر مسلم حضرات میں کافی مقبول ہوئی، اسے پڑھنے کے بعد بہت سارے لوگ قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوگئے، اُن میں بعض کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا کی۔[24]

دراسات فی الیہودیۃ والنصرانیۃ

اس کتاب میں یہودیت و نصرانیت کے آغاز، ارتقا، تحریف، اور انحطاط پر خالص علمی انداز میں بحث کی گئی ہے اور ٹھوس علمی و عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہودیت و نصرانیت کے نام پر دنیا میں جو مذاہب پائے جاتے ہیں اِن کا اُس دین سے کوئی تعلق نہیں جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوا تھا۔ نیز بائبل میں علمائے یہود و نصاریٰ نے جو تحریفات کی ہیں اُن کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے اور بائبل میں تحریف کے باوجود نبی ﷺ سے متعلق جو بشارات ہیں انھیں ایک فصل میں جمع کر دیا گیا ہے، جس کی تائید قرآن مجید میں بھی وارد ہے۔[25] اس کتاب میں یہود و نصاری کو دعوتِ اسلام پیش کی گئی ہے۔

فصول فی ادیان الھند

اس کتاب میں ہندوستان کے چار بڑے مذاہب ہندومت، بدھ مت، جین مت، اور سکھ مت کا علمی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے کہ یہ چاروں مذاہب اپنے بعض بنیادی اختلافات کے باوجود اپنی موجودہ صورت میں بہت سی باتوں میں مشترک ہیں، اور یہ زیادہ تر دیومالائی عقائد و تصورات اور رسم ورواج پر کھڑی ہیں۔ یہ کتاب دراصل ان مقالات کا مجموعہ ہے جو "مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ" مدینہ منورہ میں شائع ہوتے رہے اور پھر جب ڈاکٹر صاحب جامعہ اسلامیہ میں پروفیسر مقرر ہوئے اور دیگر مضامین کے ساتھ "ادیان العالم" کی تدریس کی ذمہ داری بھی آپ کو سونپی گئی تو آپ نے انھی مقالات سے "ادیان" کے دروس تیار فرمائے اور پھر افادۂ عام کے لئے ان مقالات کو نئی ترتیب و تہذیب کے بعد کتابی شکل میں شائع کر دیا۔ اس کتاب

---

[24] الاعظمی، اقضیۃ الرسول، 13۔

[25] الصف 61: 6۔

میں انھوں نے ہندوستان کے اہلِ مذاہب کو قرآن کی دعوتِ حق پیش کی۔ اس کتاب کے سعودی عرب کا مشہور طباعتی ادارہ مکتبہ الرشد اب تک سات ایڈیشن شائع کر چکا ہے۔

گنگا سے زمزم تک

اس کتاب میں ڈاکٹر اعظمی نے اپنے قبولِ اسلام کی داستان، حالات، واقعات، تاثرات اور اُن مصائب و آلام کا تذکرہ کیا ہے جن سے اُنھیں اسلام قبول کرنے کے بعد گذرنا پڑا، اس کتاب میں انھوں نے احیائے اسلام کی اُن تحریکوں کا بھی ذکر کیا جو بیسویں صدی میں ابھریں اور اس میں اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے خلاف کی جانے والی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا ذکر بھی آگیا ہے، نیز اس دور کی ممتاز عالمی اسلامی شخصیات کے بارے بھی میں معلومات دی گئی ہیں۔[26]

تلواروں کے سائے میں

اس کتاب میں قرنِ اوّل سے لے کر عصرِ حاضر تک کے اُن صاحبانِ دعوت و عزیمت کا ذکر کیا گیا ہے، جنھوں نے اپنی زبان، قلم اور مال و جان سے راہِ حق میں تابناک مثالیں قائم کی ہیں، اس کتاب میں جہاں داعیانِ حق کے لیے نقوشِ راہ واضح ہوتے ہیں، وہاں یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس کا دامن تاریخ کے ہر دور میں اصحاب استقامت کی متاعِ گرانمایہ سے مالامال رہا ہے۔[27] اس کتاب کی تالیف کا مقصد اسلام قبول کرنے کے بعد مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اور استقامت ہے۔

خلاصۂ بحث

اس مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن الاعظمیؒ نے سید مودودیؒ کی کتاب "دین حق" کا ہندی ترجمہ پڑھنے اور تحریک ختمِ نبوت میں سید مودودیؒ کے جذبۂ شہادت اور اپنے استاد کے درسِ قرآن سے متأثر ہونے کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ قبولِ اسلام کے بعد انھیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ والد نے یہ سمجھتے ہوئے کہ شاید ان پر کسی جن یا بھوت کا اثر ہو گیا ہے، مختلف پنڈتوں اور پروہتوں سے علاج کرانا شروع کر دیا جب اس سے کام نہ بنا تو ان پر دباؤ ڈالنے کے لئے سب گھر والوں نے بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ ان کے لیے یہ مرحلہ بڑا ہی سخت اور صبر آزما تھا۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے انھیں استقامت بخشی اور اسلام سے باز رکھنے کا یہ حربہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ مقامی ہندوؤں نے جب دیکھا کہ انہیں اسلام سے باز رکھنا ان کے بس میں نہیں تو ان کا معاملہ ایک نہایت متعصب ہندو تنظیم آر ایس ایس (راشٹریہ سیوک سنگھ) کے سپرد کر دیا۔ آپ شہر سے باہر ایک دوست کے گھر مویشیوں کے کمرے میں پناہ گزین ہو گئے۔ تقریباً ایک ہفتہ اسی پناہ گاہ میں گذارا، پھر اس تنظیم کے کارکنوں نے وہاں سے مایوس ہو کر تلاش کا رخ دوسرے شہروں کی طرف پھیر دیا۔

---

[26] محمد اسحاق بھٹی، چمنستانِ حدیث، 590۔

[27] الاعظمی، اقضیۃ الرسول، 14۔

بعد ازاں انھوں نے مشہور دینی درس گاہ "دارالسلام مدراس" سے عربی اور اسلامی علوم کی تحصیل کی۔ بعد ازاں مدینی منورہ اور مکہ مکرمہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ جامعہ ازھر مصر سے پی ایچ ڈی کی اور مدینہ یونیورسٹی کے شعبہ حدیث میں پروفیسر تعینات ہوئے نیز اسی شعبے کے سربراہ بھی بنے، مدینہ یونیورسٹی میں مختلف انتظامی عہدوں پر بھی فائز رہے۔ مسجد نبوی میں صحیح بخاری و مسلم کے درس دینے کا شرف بھی حاصل رہا۔ مختلف موضوعات پر اردو، عربی اور ہندی میں درجنوں کتابیں لکھیں۔ کریم کی روشنی میں دو کتابیں "قرآن کی شیتل چھایا" اور "قرآن انسائیکلوپیڈیا" ہندی میں تحریر کیں، جن کے اردو اور انگریزی تراجم ہو چکے ہیں، اِن کتابوں کا مقصد غیر مسلموں کو قرآن اور اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنا تھا۔ "گنگا سے زم زم تک"، "الدراسات فی الیہودیۃ والنصرانیۃ" اور "فصول فی الہند" وغیرہ متعدد کتب میں اہل مذاہب کو دینِ حق کی تبلیغ کی۔ آپ کی دعوتی و تصنیفی سرگرمیوں کے بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے، ان کے ذریعے بہت سے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ کی علمی خدمات سے استفادے کا سلسلہ جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔